Paigham Sulh, 14 April 1923 www.abdulhaq.info/articles/hinduism/

ہماری تبلیغی کوششیں

فتنۂ ارتداد

مولوی عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت تحریر فرماتے ہیں:-

آپ نے سنا ہوگا کہ خاص دہلی میں بھی شدھی کی گرما گرمی ہے۔ بروز جمعہ میرا ارادہ ہوا کہ میں پلول کو چلا جاؤں۔ لیکن آریہ سماج کا یہاں جلسہ تھا۔ میں نے خیال کیا۔ کہ اس اثر باطل کو ضائع کرنا چاہئیے۔ اور پلول میں تو ہمارے احباب کام کر ہی رہے ہیں چنانچہ جب رات میں آریہ سماج سے مباحثہ طے کرکے واپس ہوا۔ تو راہبند کے مسلمان احباب میری تلاش میں سرگردان تھے۔ رات کے گیارہ بجے مجھے اسباب کا علم ہوا۔ کہ خاص راہبند میں کوئی ڈیڑھ صد ملکانہ مختلف دفاتر میں چپڑاسی وغیرہ کے کاموں پر تھے۔ اور آریہ عہدہ داروں نے روپیہ پیسہ کے لالچ سے ان کو اپنی طرف کر لیا ہے۔ اور ان کی شدھی کی رسم سوامی شردھانند کے ہاتھ سے سرانجام پائیگی۔ میں نے مسلمان بھائیوں کو کہا کہ اب راہبند کا وقت ہے مجھے آپ کے ساتھ جانے میں کوئی عذر نہیں۔ لیکن جب ہم نے اپنا اثر ڈالنا ہے۔ وہ اسوقت مارنے جانے کی پرواہ نہ کریں گے۔ اور بعد رات زیادہ گذر جانے کے ہماری اس کارروائی کو بُرا جانیں گے۔ اگر خدا کو منظور ہے۔ تو صبح کی نماز سے فارغ ہو کر سب وہاں چلیں گے چنانچہ بروز ہفتہ علی الصبح خاکسار موقع پر پہنچ گیا۔

چھ سال سے ان ملکانوں کا بڑا مسلمانوں کے ساتھ تھا اور مسلمانوں کی غفلت یہ رہی۔ کہ ان کو اس امر کا بھی علم نہ ہو سکا۔ کہ آیا یہ مسلمان ہیں یا ہندو۔ خیر میں نے ان کے چوہدری سے بات چیت کی۔ ان کی طرز ماند و بود طرز گفتگو بالکل ہندوانہ تھی۔ یہانتک کہ کلمہ سے ناواقف محض۔ رسول اللہ کے نام سے بیخبر جہانتک میرا خیال ہے۔ یہ ہندو تھے۔ لیکن آریہ سماجی ان کو مسلمان ظاہر کرکے اپنی کامیابی چاہتے ہیں۔ السّلام علیکم کا نام نہیں ختنے تک ان کے نہ تھے۔ مردوں کو دفن بھی نہ کرتے تھے۔ ہاں یہ ضرور انہوں نے مجھے کہا۔ کہ ہم ٹھاکر تھے۔ اور ہمارے بڑے مسلمان ہو گئے تھے۔ بہرصورت میں نے دو گھنٹہ ان کے ساتھ بات چیت کی۔ مولوی عمر الدین صاحب بھی آپہنچے۔ انہوں نے بھی گفتگو کی۔ ان کا فیصلہ یہی ہوا۔ کہ ہم شدھ ہو جائیں گے۔

یہ خبر آگ کی مانند شہر میں پھیل گئی۔ ہفتہ کی رات راہبند میں جلسہ ہوا۔ دہلی شہر سے مسلمان کثرت سے آئے۔ اور اگر مسلمانوں کو روک نہ دیا جاتا۔ تو کئی ہزاروں کا مجمع ہو جاتا۔ علما بہت سارے آئے بالخصوص اہل حدیث مسٹر حبیب الرحمٰن۔ مولٰنا مظہر الدین وغیرہ سب کے سب آئے۔ میری تجویز کے مطابق مولٰنا عبد الرحمٰن صاحب پریذیڈنٹ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس صدر جلسہ تجویز ہوئے۔ مولوی صاحبان نے تقریریں شروع کیں۔ وہی پرانی دقیانوسی باتیں۔ جس سے تعلیم یافتہ لوگوں پر اچھا اثر نہ ہوا۔ جب مجمع میں پریشانی بڑھ گئی تو لوگ میرے پاس آئے۔ کہ خدا کے لئے تم کھڑے ہو۔ تاکہ مولوی صاحبان اس قسم کی تقریریں نہ کریں چنانچہ بابو محمد اسحاق صاحب نے مولٰنا عبد الرحمٰن صاحب کو کہا۔ کہ مولوی صاحب کی تقریر کے خاتمہ پر "مولوی عبد الحق" کو تقریر کرنے کے لئے بلائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

خاکسار نے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر... الخ آیت پڑھ کر مسلمانوں کو متوجہ کیا۔ کہ ہماری ترقی کا باعث خود اللہ تعالیٰ نے قرآن حمید میں اشاعت اسلام فرمایا تھا۔ یہ زمانہ کی نیرنگی ہے۔ کہ آجکل ہم کو کافر۔ فاسق اور خانگی جھگڑوں کے باعث فرصت نہ ملی اور بجائے اشاعت اسلام کے حفاظت اسلام ہم کو کرنی پڑی۔ اور مسلمانوں سے پوچھا کہ بتلاؤ تم میں سے کون مسلمان ہے۔ جو محمد کو اللہ کا رسول نہیں مانتا۔ جو قرآن کو خدا کا الہام تسلیم نہیں کرتا جو قبلہ کیطرف منہ کرکے نماز نہیں پڑھتا۔ جو حج کرنا فرض نہیں جانتا جو زکوٰۃ کے حکم کو نہیں مانتا۔ یا جو اس توحید کا منکر ہے۔ جس کو قرآن حمید نے پیش کیا ہے۔ یا کوئی مسلمان کل نبیوں پر ایمان لانا فرض نہیں جانتا۔ وغیرہ وغیرہ جب یہ سبھی کچھ ہے۔ تو بعض تو مسلمان اور بعض کافر و فاسق کیوں۔ اور نیز کہا کہ اگر ہمارے علماء اپنے فرض کو سمجھتے تو ہم کو یہ روز بد کبھی بھی دیکھنے نہ پڑتے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے مسلمانو تم اگر اپنی بقا چاہتے ہو۔ تو اس وقت اس تازیانہ عبرت سے سبق لو اور ایک ہو جاؤ۔ مولانا احمد صاحب ہندو دھرم کا نقشہ کھینچا۔ کہ اس قوم نے اپنے مذہب کو کبھی بھی تبلیغی مذہب نہیں سمجھا۔ وید میں کوئی ایسی نظیر نہیں۔ کہ تم دوسری قوموں کو بھی ہندو مذہب میں شامل کرو۔ بلکہ وید بھگوان تو یہاں تک ہندوؤں پر آشد کرتا ہے۔ کہ اگر شودر کے کان میں وید کی شرتی پڑ جائے تو ایسے آدمی کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالنا چاہئیے۔ اور ہندوؤں سے پوچھا۔ کہ بتلاؤ۔ کہ آپ کے مذہب میں کونسی خوبی ہے جس کی وجہ سے ہم کو آپ اپنے اندر جذب کرنا چاہتے ہیں۔ آیا یہ کہ وید کے نزول کو ایک ارب چھیانوے کروڑ بیس لاکھ اور آٹھ ہزار سال ہو گئے۔ لیکن رفتار اتنی کہ ہمالہ کی چوٹیوں کے اوپر اور اس کی ریت سے نیچے تک نہیں جا سکا۔ اشاعت کا یہ حال ہے۔ کہ آجتک اسکا ترجمہ نہیں ہو سکا۔ تدوین کا حال اس سے بھی بدتر۔ کوئی اس کا حافظ نہیں۔ جس زبان میں یہ کتاب نازل ہوئی وہ زبان کسی خطہ میں بولی جا سکتی۔ تعداد کا یہ حال کہ اس راہبند میں جہاں ہزاروں کی آبادی ہے۔ ایک بھی وید نہیں۔ گویا کل دنیا میں اتنے بھی وید نہ ہونگے جتنے دہلی کے مسلمان محلہ میں قرآن شریف نکل آئیں گے۔ آپس میں اختلاف کا یہ حال ہے۔ کوئی وید کو الہامی مانتا ہے۔ کوئی نہیں جینی اور بدھ اسکو خدا کی کتاب ہی نہیں مانتے۔ سنوجی مہاراج ویدکی تعداد نہیں بتلاتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ وید چار رشیوں پر نازل ہوئے۔ کوئی کہتا ہے۔ چار سکھ دالی برہما پر نازل ہوئے یہ بھی تحقیق نہیں کہ وید کس پر اترے۔ اسی سے مورتی پوجا پر استدلال اور اسی سے توحید اور اسی سے ہمہ اوست کے عقیدے ثابت نہیں۔ اور تو اور رواج مارگی اپنے گندے عقیدوں کی بنیاد وید ہی ٹھیراتے ہیں۔ پنڈت بھی دھرم کا ترجمہ ہر ایک کو معلوم ہے۔ شولنگ کا پوجا یہانتک کہ بھنگ کی پوجا پر بھی وید سے ہی استدلال ہوتا ہے عقل و تہذیب کا ایسا دشمن ہے کہ رشی سوامی دیانند جی مہاراج نیوگ پر استدلال بھی اس کتاب سے ہی کرتے ہیں۔ الغرض اس طرح کی تقریر کی جس میں اسلام کے فضائل اور آریہ دھرم کے نقائص بیان کئے۔ کوئی آدھ گھنٹہ مجھ کو ملا ہوگا۔ بس اس تقریر کا سننا تمام کا تمام تعلیم یافتہ طبقہ مطمئن ہو گیا۔ اور مولوی اکرام الحق صاحب انسپکٹر پولیس نے بھرے مجمع میں کہہ دیا۔ کہ سوائے احمدیوں اور کوئی بھی تبلیغ کرنے کا اہل ہی نہیں۔ یہانتک کہ مولٰنا مولوی عبد الرحمٰن صاحب نے بہ حیثیت صدر جلسہ ہونے کے اس تقریر کی بہت ہی تعریف کی۔ گویا تقریروں میں خاکسار کی ہی تقریر پسند ہوئی مولٰنا مولوی احمد صاحب کی تقریر بھی اچھی تھی۔ لیکن جو کامیابی خدا تعالیٰ نے غلامان مسیح موعود کو دی۔ خشک ملاں اس سے کہاں بہرہ اندوز ہو سکتے ہیں۔ جلسہ کے خاتمہ پر میں نے علمائے کرام کا شکریہ ادا کیا۔ اور اپنے مباحثہ کا اعلان مجلس پر کیا۔ کہ صدر بازار میں بوقت ۸ بجے تا ۱۰ بجے صبح خاکسار کا مباحثہ پنڈت رام چندر صاحب سے ہوگا۔ وہ مسلمان جو آریہ سماجی اصولوں سے واقفیت چاہتے ہیں۔ وہ ضرور تشریف لائیں۔

چنانچہ کل بروز اتوار (گذشتہ) خاکسار کا مباحثہ ہوا۔ مجمع کوئی دو ہزار کے قریب ہوگا۔ مسلمان بھائی کوئی چوتھے حصہ کے قریب قریب شامل ہوئے۔ لیکن وجہ یہ ہوئی۔ کہ شدھی کی رسم اس وقت پر راہبند ہوتی تھی۔ اس لئے بیشتر حصہ مسلمانوں کا مع علماء کے آگیا۔ مباحثہ توحید باری تعالیٰ پر ہوا۔

پنڈت رام چندر صاحب جو آریوں میں ایک شریف النفس ہستی ہے۔ اور جو منطق وغیرہ سے خوب واقف ہے۔ آج تو یوں معلوم ہو رہا تھا کہ دلائل حقہ کے سامنے سب باتیں مانند گرگئیں یہانتک کہ خاکسار جس کا علم منطق صرف مبادی الحکمت کتاب تک محدود ہے آج اس پنڈت جی کی منطقی غلطیوں کو پبلک پر آشکارہ کیا۔ مسلمان بھائی بالخصوص اور سناتن دھرمی بھائی مباحثہ سے ایسے خوش تھے کہ شاید و باید پہلے ان کو کبھی ایسا لطف آیا ہو۔ یہانتک کہ ہندو پنڈتوں نے مجھے کہا کہ مہاراج آپ دو دن کے آج وہ نہیں چل سکے بہرحال کچھ بھی ہو یہ سب خدا کا فضل ہے۔ اور میں پنڈت جی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے موقع شدھی کو مدنظر رکھ کر نہایت ہی تہذیب و متانت سے بات چیت کی۔

میری طرف سے دلائل شروع تقریر میں توحید باری تعالیٰ پر وہی پیش ہوئے۔ جو سکندرآباد کے مباحثہ میں ہوئے۔ اور جو پیغام صلح میں شائع ہو چکے ہیں۔ پنڈت جی تاڑ گئے۔ بجائے اسکا جواب دینے کے بحث کو دوسری طرف لے گئے۔ اور سوال ان کی طرف سے یہ ہوا۔ کہ اگر پرمیشر کی ہر ایک بات کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے اور تم دلیل انی اور دلیل لمی کو جانتے ہو۔ تمہیں تم یہ جواب دو۔ کہ اگر پرمیشر نے کسی وقت پہلے دنیا کو نہ بنایا۔ تو اس کی وجہ کیا۔ اور اب میں بنایا اس کا سبب کیا۔ کیا خدا پر اپنی خدائی پوشیدہ تھی۔ کیونکہ علم بغیر معلوم کے نہیں ہوتا۔ وغیرہ وغیرہ

میں نے جواب میں عرض کیا۔ کہ میں بحیثیت سائل آیا ہوں۔ میرے اعتراض جوں کے توں ہی پڑے رہے۔ آپ نے اب نیا سلسلہ بحث کا شروع کیا۔ میں آپ پر اتمام حجت کرانے کے لئے جواب دیتا ہوں مگر مجھے اتنا بتلا دو۔ کہ آپ نے یہ سوال اپنے اصول کے خلاف کیوں مجھ سے پوچھا آپ کے مذہب کی بنیاد اواگون پر ہے۔ جس کو آپ کہیں۔ تو اگر ازل سے ہی دنیا کو مان لیں۔ تو معلوم ہوا۔ ازل سے درندے چرندے پرندے موجود تھے۔ کیونکہ خدا کی صفت خالقیت بقول آپ کے علیحدہ نہ ہونی چاہیئے۔ تو جب ازل سے ہی حیوانات وغیرہ ہوئے۔ تو آپ کا تناسخ کہاں رہا۔ اسلام کے مقابلے میں آپ اپنے مسلمہ عقیدہ کو کیوں چھوڑ رہے ہیں۔ اور اگر کہو۔ کہ وقت معینہ کے بعد اجسام کی وضع ہوئی۔ تو پھر اس اعتراض کو میں آپ پر الٹاتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ زمانہ ازل سے لیکر وقت معینہ تک عالم بغیر معلوم اور رازق بغیر مرزوق اور خالق بغیر مخلوق کیونکر ہو گیا۔ ما هو جوابكم فهو جوابنا۔ اور ساتھ ہی میں نے کہا۔ کہ تک کوئی آریہ اس پتھر کو نہ اٹھا سکیگا۔ پنڈت جی تو چھوت ہو گئے۔ اب اس کا جواب ان سے کیا ہو۔ قابلیت پر بحث چلی۔ اور پھر پنڈت جی نے دعوےٰ کیا۔ کہ جس دلیل سے تم روح و مادہ کے مخلوق ہونے پر استدلال کروگے اسی دلیل سے میں پرمیشر کے غیر مخلوق ہونے پر استدلال کرکے بتلا دونگا۔ میں نے کہا۔ بہت اچھا۔ اس سامنے والے درخت کو دیکھو۔ پہلے چھوٹا پھر بڑھا۔ پھر اور بڑھا۔ یہانتک کہ اب موٹا تازہ درخت ہے بقول آپ کے مادہ تو چیتن نہیں ہوتا۔ یہ نشو و نما سوائے جیو کے ہو نہیں سکتی تو جیو موافق ذرات کو اپنا جزو بدن بناتی چلی جاتی ہے۔ گویا جیو ہر گھڑی اور ہر آن ایک خاص تغیر کے ماتحت ہے۔ اور اتنا تم بھی مانتے ہو۔ کہ جو چیز متغیر ہوگی۔ وہ حادث ہوگی اور جو چیز حادث ہوگی۔ وہ ضرور مخلوق ہوگی۔ تو ثابت ہوا کہ روح مخلوق ہوئی۔ اب اس دلیل سے ذرہ پرمیشر کا غیر مخلوق ہونا ثابت کرو۔ مسلمانوں کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔

ہاں ایک امر کا جسے بعد میں ذکر کرنا چاہیئے۔ پنڈت جی کے سارے اعتراضات "حجر اسود" پر ہوئے۔ میرے منہ سے نکل گیا۔ کہ یہ ایک متبرک پتھر ہے۔ جس پر پنڈت جی نے فرمایا کہ ہم کو معلوم ہو گیا۔ کہ مولوی صاحب سناتن دھرمیوں کی تعریف کیوں کرتے تھے۔ یعنی مسلمان بھی بت پرست اور وہ بھی بت پرست کیونکہ وہ بھی پتھروں کو متبرک ہی سمجھتے ہیں۔ میں قریبًا ہر تقریر میں سناتن دھرمی بھائیوں کی تعریف کرتا جاتا تھا۔ اور ان کو ہر زور شلائی شدھی کے اشد ہونے پر زور دیتا چلا جاتا تھا۔ اور بتلایا کہ ہندو پر اصلی مذہب معرض خطر میں ہے۔ آریہ سماجی تم کو ہضم کر جائیں گے۔ تمہاری بدھی کو کیا ہوا۔ اور اگر مسلمانوں نے اسطرح سے اب آپ لوگوں کو مسلمان کرنا شروع کر دیا۔ تو دس سال کے اندر اندر اگر ایک ایک مسلمان نے صرف ایک ایک ہندو کو بھی مسلمان بنا لیا۔ تو ان کی تعداد چودہ کروڑ ہو جائیگی۔ تم اب بھی سمجھ جاؤ۔ اور حجر اسود کا جواب آخر میں نے اسی رنگ میں دیا۔ کہ اسلام ہمیشہ تاریخی اشیا کی حفاظت کرتا چلا آیا ہے۔ ہندوستان میں انہوں نے ہندو تہذیب کو زندہ رکھا۔ کیونکہ رسول اللہ کے متعلق انجیل و توریت میں پیشگوئی تھی۔ اور الفاظ یہ ہیں کہ "جو پتھر معماروں نے رد کیا آخر وہی کونے کا پتھر ہوا"۔ درحقیقت مراد یہ تھی۔ کہ حجر اسود جسکو عیسائی و یہودی متبرک سمجھتے تھے۔ اور جس کی غرض یہ تھی۔ کہ جہاں یہ ہوگا۔ وہی مذہب درحقیقت سچا ہوگا۔ تو اس لئے عیسائی و یہودیوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے وہ بطور نشانی کے رکھا۔ والا وہ یہی پتھر ہے۔ جس کے متعلق حضرت عمر نے یہ کہا تھا۔ کہ میں اسکو باہر پھینک دونگا۔ اگر مسلمان اس کو سوائے پتھر کے کچھ اور سمجھیں گے وغیرہ وغیرہ۔

بہرحال دو گھنٹہ گفتگو نہایت شانتی کے ساتھ ہوئی افسوس ہے۔ کہ جلسہ کے آخیر پر ایک پٹھان نے چاقو نکال لیا۔ اور پنڈت جی کو کہنے لگا۔ کہ باہر نکلو۔ دیکھو میں تمہاری کیسے خبر لیتا ہوں۔ میں نے کھڑے ہو کر مسلمانوں کی طرف سے پنڈت جی

www.abdulhaq.info/articles/hinduism/

کو یقین دلایا۔ کہ یہ مجنون ہے۔ ہم اس کارروائی بنظر حقارت دیکھتے ہیں۔ اور کیونکہ پنڈت رام چندر جی ایک جینی مہاشے ہیں اس لئے معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

بالآخر دعا ہے۔ کہ پنڈت رام چندر جی کو جو اسلامی تہذیب کی بہت تعریف کیا کرتے ہیں۔ اور جن کو قرآن شریف سے تھوڑی سی محبت بھی ہے۔ اسلام جیسی نعمت سے مالا مال کر دے۔

امین محمد امین

مولوی فیروز الدین صاحب جو ضلع علی گڑھ کے ملکانہ راجپوتوں کے مرکز میں کام کر رہے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ جس گاؤں میں ان کا مرکز ہے۔ اسکی آبادی قریباً ڈیڑھ ہزار کی ہے۔ دو کچی مساجد ہیں جن میں سے ایک کی حالت نہایت شکستہ ہے اور دوسری بھی گو شکستہ تھی لیکن تحریک کر کے اس کی حالت درست کرا دی گئی ہے۔ نماز سے کوئی شخص واقف نہ تھا۔ اب خدا کے فضل سے ۱۵ آدمی نماز سیکھ گئے ہیں۔ نمبردار۔ کنور مردان خان صاحب جن کا اثر گرد و نواح کے گاؤں پر بھی ہے اپنی قوم کی بہتری کے لئے بہت حصہ لیتے ہیں اور جہاں ان کی مدد کی ضرورت ہے۔ وہاں ہمارے مبلغین کے ہمراہ چلے جاتے ہیں۔ سرکاری سکول جس میں پچاس لڑکے تھے بند کرانے کے لئے نمبرداران نے ڈپٹی انسپکٹر مدارس کو عرضی دے دی ہے کہ وہ بجائے اسکے مدرسہ اسلامیہ کھولنا چاہتے ہیں۔ جسے سرکاری طور پر مدد دیجائے۔ چنانچہ سب بچوں کو ہمارے مبلغین کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اور عنقریب ڈپٹی انسپکٹر صاحب ملاحظہ کے لئے تشریف لانے والے ہیں۔ مدرسہ کو عزیز محمد خلیل کے سپرد کر کے مولوی صاحب موضع سلیم پور گئے۔ جو ضلع متھرا میں واقع ہے۔ اسکی آبادی بیسیوں کی ہے۔ وہاں کی مکھیا سے مولوی صاحب نے پوچھا کہ تمہارے بزرگ کب مسلمان ہوئے تھے تو اس نے کہا کہ شاہجہان کے عہد میں۔ ان کو اچھی طرح سمجھایا گیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ جب آریہ ان کے گاؤں میں آئے تو وہ مولوی صاحب کو بلا لینگے۔ وہاں سے موضع کرچ میں گئے۔ جس میں ۹۰ آدمیوں کی آبادی ہے۔ جہاں کے نمبردار نتھے خان و منصور خان صاحبان ہیں جو اپنی حالت پر قایم ہیں۔ وہاں سے بنگلہ کھرفی میں گئے۔ جہاں ۵۰ آدمی [illegible] تعلیم کے لئے بھیجنے کا وعدہ کیا۔ وہاں سے لاکھنو گئے۔ جہاں ۲ گھر ملکانوں کے ہیں۔ آریہ کوشاں ہیں کہ ان کو مرتد کر دیا جائے۔ ان کو خوب سمجھایا گیا۔ جس پر انہوں نے دو بچے تعلیم کے لئے ہمارے سپرد کئے جو ہمارے مدرسہ میں ہماری تعلیم کے لئے آتے ہیں۔ یہاں سے موضع تربین گئے۔ جہاں کے نمبردار حمید خان صاحب و محمود خان صاحب و امین خان صاحب ہیں۔ یہاں ایک صد کے قریب آدمی ہیں جنہیں بلا کر وعظ و نصیحت کیا گیا۔ گاؤں کے تمام لوگوں نے اپنے بچے تعلیم کے لئے بھیجنے کا وعدہ کیا۔ رات وہیں قیام کیا۔ دوسری صبح جمعہ کی نماز بباعث مسجد کے نہ ہونے کے ایک بڑ کے درخت کے نیچے ادا کی گئی۔ اور مسجد کے لئے تحریک کی گئی اور بعد نماز جمعہ مسجد کی بنیاد رکھدی گئی۔ دوسری صبح مردوں عورتوں بچوں سب نے ملکر مسجد بنانی شروع کی اور شام تک مسجد تیار ہو گئی۔ اتوار کے دن مسجد کی چھت مکمل کر لی گئی۔ اور پیر کی صبح کی نماز اسی مختصر مسجد میں ادا کی گئی۔ الحمد للہ۔ تین دن کے قیام کے بعد چھٹے دن موضع سبحان میں گئے۔ جہاں ۵۰ آدمی بستے ہیں۔ انہوں نے بھی بچے مدرسہ میں بھیجنے کا وعدہ کیا۔ وہاں سے کلمہ کے نگلہ کو گئے جہاں کی آبادی ۰۰ کی ہے۔ اور سردار خان صاحب و شبیر خان صاحب نمبردار ہیں۔ جو ہر دو نیک آدمی ہیں۔ انہوں نے بھی بچوں کو مدرسہ میں بھیجنے کا وعدہ کیا۔ یہاں سے اللہ پور گئے۔ جہاں ۹۰ آدمیوں کی آبادی ہے۔ اور نہال خان صاحب نمبردار ہیں۔ اسی جگہ آریہ مناودوں سے ملاقات ہوئی۔ واضح ہو کہ آریوں کی طرف سے اس علاقہ میں چار آدمی کام کر رہے ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ کس مطلب کے لئے یہاں آئے ہیں تو کہا کہ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کتنے لوگ شدھ ہونا چاہتے ہیں۔ جب آریوں نے پوچھا کہ آپ کس مطلب کے لئے آئے ہیں۔ تو جواب دیا گیا کہ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کتنے ہندو بطیب خاطر مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ تاکہ انہیں مسلمان کیا جائے۔ آریوں کا مرکز موضع تربھرا میں ہے۔ اور اتنی گفتگو کے بعد وہ چلے گئے۔ یہاں کے لوگوں کو اسلام اور آریہ مت کا مقابلہ کر کے بتایا گیا۔ انہوں نے اسلام پر پختہ رہنے کا وعدہ کیا۔ اور کہا کہ اگر پھر آریہ آئے تو آپ کو بلا لیا جائے گا۔ یہاں سے موضع سوجیہ گئے۔ جہاں کے نمبرداران فتنو خان و سردار خان صاحب ہیں۔ انہوں نے بھی اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے دینے کا وعدہ کیا۔ یہاں سے موضع گڑھیا گئے۔ جہاں کی حالت قدرے خندروش ہے۔ وہاں سے کوکا گئے۔ جہاں ۲۵۰ آدمی کی آبادی ہے اور نہال خان و گلاب خاں نمبردار ہیں۔ یہاں سے جب پرسارہ واپس آئے تو آریوں کو موجود پایا۔ انہیں کہا گیا کہ مسلمانوں کو مرتد کرنے سے پہلے اپنے گھر میں فیصلہ کر لو کہ تمہارے خدا کتنے ہیں اور کتنی الہامی کتابیں ہیں اور کن کن پر نازل ہوئیں وغیرہ۔ جب ان کے مذہب کی پوری حقیقت سب لوگوں کے سامنے بیان کر دی گئی تو وہ شرمندہ ہو کر چلے گئے اور کہہ گئے کہ کل ان کا جواب دیں گے لیکن پھر نہ آئے۔ یہ تو کیفیت ہو اس علاقہ کی جس میں ہم کام کر رہے ہیں۔ اب مسلمان واعظین کی کیفیت سنئے جو علاقہ ارتداد میں اصلاح کے لئے گئے ہوئے ہیں۔

۳۰ مارچ کو آگرہ کے ایک بابو صاحب و حافظ صاحبان تشریف لائے۔ جو ایک انجمن کے ممبر تھے اور جن کی کچھ رشتہ داری اس علاقہ میں ہے۔ ہر دو صاحبان موضع تربین میں پہنچے۔ جہاں شام کے وقت ہمارے مولوی صاحب بھی پہنچ گئے۔ جہاں بابو صاحب و حافظ صاحب ہمارے خلاف لیکچر دے رہے تھے کہ یہ لوگ خارج از دائرہ اسلام ہیں تم کو بیدین کر دینگے۔ اور ان کا یہاں ڈیرہ جمانا نہایت خطرناک ہے۔ ہمارے مولوی صاحب کو دیکھتے ہی بابو صاحب بڑے تپاک سے بغلگیر ہوئے اور کہا کہ بڑی خوشی ہے کہ آپ نے یہ علاقہ سنبھال لیا ہے۔ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کیسے تشریف لائے ہیں تو جواب دیا کہ ان لوگوں کے سمجھانے کے لئے کہ یہ اسلام پر قائم رہیں۔ یہاں یہ معلوم ہوا کہ آپ دو صاحب کام کر رہے ہیں۔ دوسری صبح ان کی موجودگی میں ۱۲ گاؤں کے نمبرداروں کو بلا کر سمجھایا گیا۔ اور شام کو عام لوگوں کا اجتماع ہوا لیکن پرسارہ میں ایک موت ہو جانے سے دوسری صبح پرسارہ میں اجتماع ہوا۔ اور ان ۱۲ گاؤں کے سرپنچ و مکھیا مقرر کئے گئے کہ آریوں کے فتنہ سے اپنے آپ کو اور اپنے رشتہ داروں کو بچائے رکھیں۔ اگر آریہ تبلیغ کے لئے آئیں تو ہمارے مولوی کو بلا لیا جائے۔ ۱۲ بجے کے قریب جلسہ ختم ہوا۔ بابو صاحب و حافظ صاحب جب رخصت ہو کر جانے لگے تو چند نمبرداروں اور مکھیا لوگوں کو علیحدگی میں بات سننے کے لئے بلایا۔ اور علیحدگی میں کہا۔ جانتے ہو یہ مولوی صاحب (یعنی مولوی فیروز الدین صاحب) کون ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ پنجاب کے باشندے ہیں جس پر بابو حافظ صاحبان نے کہا کہ اسلام میں ۷۳ فرقے ہیں۔ باقی سب دوزخی ہیں بسوائے ہمارے۔ اس پر نمبرداران نے کہا کہ ہمیں پتہ نہ تھا کہ اسلام میں اتنی پارٹیاں اور فرقے ہیں۔ اب تو ہمیں اس میں گڑبڑ معلوم ہوتی ہے جس پر بابو حافظ صاحبان کو کہنا پڑا۔ کہ اسلام میں کوئی گڑبڑ نہیں لیکن جس فرقہ کے یہ مولوی صاحب ہیں۔ وہ خراب ہے۔ نمبرداران نے جواب دیا کہ ہمیں تو کوئی خرابی نظر نہیں آتی۔ یہ لوگ وہی نماز پڑھتے ہیں جو سب مسلمان پڑھتے ہیں۔ پھر صبح سے شام تک ہماری اور ہماری اولاد کی اصلاح و تعلیم کے لئے سر کھپاتے رہتے ہیں۔ اس علاقہ کی مساجد کو آباد کر رہے ہیں۔ آریوں کا منہ توڑتے ہیں۔ بابو حافظ صاحبان نے ڈھیٹ ہو کر پھر بھی کہا۔ کہ اگر ان کو جگہ ملگئی تو خراب کریں گے۔ ہم ہر طرح روپیہ خرچ کرنے کو تیار ہیں۔ سانڈھن میں بھی ہم نے روپیہ جلسہ میں خرچ کیا۔ اور ان لوگوں پر تو ہمارے علماء نے کفر کا فتوے لگایا ہے۔ باوجود اسکے کنور صاحب اور دیگر نمبرداروں نے صاف طور پر کہدیا کہ اگر یہ کافر ہیں تو ہمیں یہ کافر ہی منظور ہیں۔ ہم کو بھی آپ کافر ہی سمجھ لیں اور مہربانی کر کے اپنے مولوی صاحبان کو یہاں نہ آنے دیں۔ بابو حافظ صاحبان ایک ہفتہ تک مولویوں کو لانے کا کہکر چلے گئے ہیں۔ کے بعد شام کو سات اور مولوی صاحبان تشریف لائے کہ یہاں ڈیرہ لگائیں لیکن کنور صاحب نے کہدیا کہ اس علاقہ میں کسی مولوی کی ضرورت نہیں۔ ہم بچوں کی تعلیم و آریوں کے مقابلہ کے لئے سانڈھن سے آدمی لے آئے ہیں۔ یہ بزرگ اسلام کی مشکلات سے باخبر تھے اسلئے ہمارا کام دیکھکر خوش ہو گئے اور واپس چلے گئے۔

اس وقت ہماری انجمن کی طرف سے تین اضلاع میں باقاعدہ مدرسہ قائم کر کے راجپوتوں کے بچوں کی تعلیم کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ ضلع گوڑگانوں کی تحصیل پلول میں پانچ پرائمری مدارس کھولدیئے گئے ہیں۔ جہاں باقاعدہ دینی اور دنیاوی تعلیم کا سلسلہ جاری کر دیا گیا ہے۔ ضلع علیگڑھ کی تحصیل ہاتھرس کے راجپوتوں کے مرکز نگلہ ون میں ایک مدرسہ کھولدیا گیا ہے۔ جہاں ارد گرد کے دس گاؤں کے بچے تعلیم کے لئے آتے ہیں۔ اور ایک مبلغ سارے علاقہ کا دورہ کرتا رہتا ہے تاکہ آریوں کے فتنہ سے یہ علاقہ محفوظ رہے۔ ضلع آگرہ کی تحصیل قراول کے قصبہ سانڈھن میں ایک پرائمری مدرسہ تھا جو ہمارے سپرد کر دیا گیا ہے۔ جہاں علاوہ دینی تعلیم کے انگریزی تعلیم کا سلسلہ بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک مدرسہ ایک دوسرے گاؤں میں بھی جاری کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر مدارس کے لئے استاد روانہ کئے جا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک ڈاکٹر صاحب مستقل طور پر علاقہ سانڈھن میں متعین ہیں۔ جو گرد و نواح کے لوگوں کا مفت علاج کر رہے ہیں۔ ان ہر سہ اضلاع میں تین نہایت لائق مناظر موجود ہیں۔ جو آریوں عیسائیوں اور دیگر مخالفین اسلام کے مقابلہ کے لئے کافی ہیں ان سب کے علاوہ ایک لائق مناظر جو ویدوں اور آریوں کی جملہ کتب سے ماہر ہے۔ پنجاب و ہند میں آریوں و عیسائیوں کے ساتھ بحث و مباحثہ کے لئے دورہ میں رہتا ہے پنجاب کے آریوں کی سرکوبی کے لئے ایک مبلغ پہاڑی علاقوں میں کام کر رہا ہے۔ مدعا یہ کہ جہاں تک ہماری طاقت میں ہے ہم نے مستقل طور پر اس کام کو شروع کر رکھا ہے۔ اور اسے وسعت دینے کے لئے ہمیں نہ صرف روپیہ کی ضرورت ہے بلکہ ایسے آدمیوں کی بھی جو ہندوستان میں تبلیغ اسلام کر سکیں بے روزگار نوجوانوں کے لئے جو پرائمری تک تعلیم دینی و دنیاوی دے سکتے ہوں مستقل روزگار کا موقعہ ہے۔ روپیہ کی فراہمی کے ساتھ ہمارے بھائیوں کو آدمیوں کی فراہمی کی بھی کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ جماعت میں بکثرت ایسے نوجوان ہوں گے جن تک ہماری آواز نہیں پہنچ سکتی اور جنہیں مستقل ملازمت کی ضرورت ہوگی۔

بقیہ صفحہ اول

بنگال میں جن مسلمان مبلغین نے تبلیغ کا فرض انجام دیا ہے۔ ان میں بہت سے ایسے ہیں۔ جن کے نام پر لاعلمی کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ ان بزرگوں میں شیخ جلال الدین کا نام خاص طور پر قابل احترام ہے۔ آپ شہاب الدین سہروردی کے شاگرد تھے۔ جو اپنے زمانہ کے بہت بڑے ولی گذرے ہیں۔ شیخ جلال الدین ایک عرصہ دراز تک بنگال میں رہے۔ آپ نے ۱۲۴۴ء میں انتقال فرمایا۔ لیکن آپ کے مزار کی جگہ معلوم نہیں ہے۔ بنگال میں ایک خانقاہ آپ کے روحانی کمالات کے اعزاز میں تعمیر کی گئی جو مرجع خلائق ہونے کے اعتبار سے بہت مشہور ہے۔

گو میں نے اس مضمون میں ہندوستان کے اہم مقامات میں اشاعت اسلام کے واقعات بیان کر دئے ہیں۔ اور ناظرین کے سامنے مسلمان مبلغین کی تبلیغی سرگرمیوں کا ایک خاکہ پیش کر دیا ہے۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ واقعات کا یہ تبصرہ اشاعت اسلام کی پوری داستان ہے۔ ہندوستان میں کئی ایسی مقدس اور برگزیدہ ہستیاں گذری ہیں جن کے تبلیغی کارنامے اور روحانی کمالات روز روشن کی طرح ظاہر ہیں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اگرچہ اجمیر ہی میں رہے۔ اور وہیں آپکا انتقال ہوا۔ لیکن ہندوستان کے مسلمان ہر سال آپ کی درگاہ پر اپنی ارادت اور عقیدت کا خراج پیش کرتے ہیں خواجہ صاحب جن کا اصلی وطن ایران تھا۔ علم و فضل اور زہد و تقوے کے اعتبار سے ایک بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ جب آپ حج کرنے کے لئے مکہ تشریف لے گئے۔ تو رسول اکرم (صلعم) نے خواب میں آپ سے فرمایا۔ کہ خداوند کریم نے ہندوستان کا ملک تیرے سپرد کیا ہے۔ وہاں جا اور اجمیر میں اپنا ڈیرہ جما۔ خدا کے فضل و کرم سے اسلام تیری اور تیرے مریدوں کی پرہیزگاری کی بدولت تمام ہندوستان میں پھیل جائیگا۔ چنانچہ آپ ارشاد نبوی کی تعمیل کے لئے ہندوستان پہنچے۔ اور اجمیر میں اقامت اختیار کی۔ سب سے پہلے ایک یوگی جو ایک ہندو راجہ کا مذہبی پیشوا تھا۔ خواجہ صاحب کے ہاتھ پر ایمان لایا۔ رفتہ رفتہ خواجہ صاحب کی روحانی طاقت کا سکہ سارے ہندوستان میں بیٹھ گیا۔ اجمیر جاتے ہوئے۔ آپ نے دہلی میں تقریباً سات سو لوگوں کو حلقہ اسلام میں داخل کیا۔ یہ اس روحانی طاقت اور عظمت کا نتیجہ ہے۔ کہ لوگ ہر سال ہندوستان کے مختلف حصوں سے محض اس لئے ایک طویل سفر کی زحمت گوارا کرتے ہیں کہ خواجہ اجمیری کے مزار کی زیارت کریں۔ اور اسکا عرس منائیں۔

جلیل جلال الدین ایک اور مشہور بزرگ ہیں جن کی تبلیغی کوششوں کی بدولت ہندوستان میں اسلام کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ آپ ۱۱۹۹ء میں بمقام بخارا پیدا ہوئے۔ ہندوستان پہنچے تو اُچ میں آپ مقیم ہو گئے۔ اور یہاں بہت سے لوگوں کو اسلام کے حلقہ میں داخل کیا۔ لوگ آپ کی اولاد کو بڑی وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ آپ کے پوتے سید مخدوم جہانیاں کو بھی تبلیغ اسلام میں بہت کامیابی ہوئی۔ پنجاب کے کئی قبائل سید صاحب کے ہاتھ پر ایمان لائے۔